84

زندگی وقف کرنیوالوں کے متعلق خدا تعالےٰ کا شکریہ

اور

جلسہ کیلئے احبابِ قادیان کو نصیحت

(فرمودہ ۱۴ ردسمبر ۱۹۱۷ء)

حضور نے تشہد و تعوّذ کے بعد مندرجہ ذیل آیات کی تلاوت فرمائی:

وَلَمَّا جَآءَتۡ رُسُلُنَا لُوۡطًا سِیۡٓءَ بِهِمۡ وَضَاقَ بِهِمۡ ذَرۡعًا وَّقَالَ هٰذَا یَوۡمٌ عَصِیۡبٌ○ وَجَآءَهٗ قَوۡمُهٗ یُهۡرَعُوۡنَ اِلَیۡهِ ؕ وَمِنۡ قَبۡلُ کَانُوۡا یَعۡمَلُوۡنَ السَّیِّاٰتِ ؕ قَالَ یٰقَوۡمِ هٰۤؤُلَآءِ بَنَاتِیۡ هُنَّ اَطۡهَرُ لَکُمۡ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تُخۡزُوۡنِ فِیۡ ضَیۡفِیۡ ؕ اَلَیۡسَ مِنۡکُمۡ رَجُلٌ رَّشِیۡدٌ○ (ہود: ۷۸ تا ۷۹)

اور فرمایا:

پہلے تو میں اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ اس نے ہماری جماعت کو دین کی خدمت کی توفیق عطا کی۔ اور وہ اپنی ہمّت اور مقدرت کے مطابق ضرور کوشش کرتی ہے۔ میں نے پچھلے جمعہ اعلان کیا تھا کہ ہم اپنے مقصد میں اس ذریعہ سے کامیاب نہیں ہو سکتے اور اپنے فرض کو ادا نہیں کر سکتے کہ صرف مال سے ہی کام لیں۔ بلکہ ہماری کامیابی کے لئے ضروری ہے کہ ہماری جماعت میں سے کچھ دوست ایسے کھڑے ہوں جو اپنی زندگیوں کو وقف کر دیں۔ تا ان کو جہاں بھیجا جائے چلے جائیں جہاں مقرّر کیا جائے کام کریں۔ کچھ ہنر سیکھیں جس کے ذریعہ وہ اپنے کھانے پینے کا

بند و بست کریں۔تا ان کا جماعت پر کسی قسم کا بوجھ نہ ہو۔انکو کوئی تنخواہ جماعت کے فنڈ سے نہ دی جائے۔لیکن کام وہ ایک انتظام کے ماتحت کریں۔

اس طریق پر کام کرنا ایسا مشکل کام ہے کہ اس کیلئے بہت کم لوگ نکل سکتے ہیں۔یورپ جس کی آبادی بہت بڑھی ہوئی ہے۔اس میں سے بھی ایسے لوگ نکلنے مشکل ہیں۔اور وہاں سے دس ہزار آدمی بھی نکل آئیں تو ان کی ہماری جماعت کے مقابلہ میں کوئی نسبت نہیں ہے۔باقی اور جماعتوں میں تو اس کی بہت ہی کم مثالیں مل سکتی ہیں میں نے کہا تھا کہ اگر فی الحال ساری جماعت میں سے ۲۰ آدمی بھی نکل آئیں جو اپنے آپکو اس راہ میں وقف کر دیں۔اور انہیں کسی وقت بھی کہیں جانے میں کوئی عذر نہ ہو۔اپنی ذات کو اللہ کے سپرد کر دیں تو خدا کے فضل کے ماتحت کامیابی کی فوری سبیل نکل آئے گی۔

ابھی وہ خطبہ چھپ کر باہر نہیں گیا تھا کہ قادیان کے دوستوں نے جیسا کہ ان سے توقع تھی۔اور ان کو اس کا اہل ہونا چاہیئے تھا۔کیونکہ یہ دوسروں کی نسبت بہت زیادہ قرآن کریم اور حدیث سُنتے رہتے ہیں۔پھر یہ ایسے مقام میں رہنے والے ہیں جو خاص برکات والا ہے۔کیونکہ مسیح موعود کے نزول کی جگہ ہے یہاں کے لوگوں نے اس کا بہت اچھا جواب دیا ہے۔اس وقت ۲۵ آدمی ہیں جنہوں نے اپنے نام پیش کئے ہیں۔جب یہ خطبہ باہر جائے گا۔اور باہر کے لوگ بھی درخواستیں بھیج دیں گے تو انتخاب کیا جائے گا۔فی الحال میں یہ بتا دیتا ہوں کہ اخلاص الگ چیز ہے۔اور کسی کام کا اہل ہونا الگ وہ لوگ جنہوں نے اپنے نام پیش کئے ہیں انہوں نے ثواب حاصل کر لیا ہے۔۱۰ تو قادیان کی بیرونی آبادی میں سے ہیں اور ۱۵ اندرونی میں سے دس۱۰ تو اس قابلیت کے ہیں کہ جواب بھی باہر بھیجے جا سکتے ہیں۔اس وقت ہم نہیں کہہ سکتے کہ ان میں سے کس کا عہد پورا ہوگا۔مگر لَئِنۡ شَكَرۡ تُمۡ لَاَزِيۡدَ نَّكُمۡ (ابراہیم:۸) کے ماتحت ہمارے لئے شکر یہ بہر حال ضروری ہے۔اور اللہ تعالیٰ سے اُمّید ہے کہ وہ اس شکر گزاری کے بدلہ میں ہی ان دوستوں کو اپنے عہد کے پورا کرنے کی توفیق دے گا۔جب باہر کے دوستوں کو اطلاع ہو جائے گی۔اور وہاں سے بھی درخواستیں آ جائیں گی تو پھر انتخاب کر کے جن کو تجویز کیا جائے گا انکو اطلاع

دے دی جائے گی۔فی الحال جن کی درخواستیں آ چکی ہیں۔ان کو فرداً فرداً بتانے کی بجائے اس وقت اطلاع دیتا ہوں کہ ان کے نام میرے پاس محفوظ ہیں۔میں قواعد بنا کر ان کو اطلاع دوں گا۔اگر وہ ان قواعد کو منظور کرلیں گے تو پھر انکے نام مشتہر کر دیئے جائیں گے۔

اس کے ماسوا میں اپنے یہاں کے دوستوں کو ایک آنیوالے فرض کی طرف بھی متوجّہ کرتا ہوں۔درس میں کئی دن سے مہمان نوازی کا مضمون شروع ہے۔یہ آیات جو میں نے پڑھی ہیں ان میں مہمان نوازی کا ہی ذکر ہے۔

حضرت لوطؑ جس بستی میں رہتے تھے وہ ساری کی ساری مہمان نوازی کے خلاف اور انکی دشمن تھی اور لوگ انکو مہمان نوازی اور مسافروں کو ٹھہرانے سے منع کرتے تھے مگر باوجود اس تنگی اور مشکل کے جوان پر تھی پھر بھی وہ مسافروں کو لے آتے تھے اور انکی مدارت کرتے تھے۔دیکھئے وہ اپنے نفس کے لئے نہیں بلکہ دوسروں کو فائدہ پہنچانے کیلئے بہت سی دقّتوں اور تکلیفوں کو برداشت کرتے تھے۔آپؑ ایک دن حسبِ معمول باہر گئے۔اور کچھ مسافروں کو دیکھ کر انہیں کہا۔چلو میرے ہاں ٹھہرو۔انہوں نے جانے سے انکار کر دیا۔لیکن آپ ان کو لے جانے پر اصرار کرتے رہے۔جب اس پر بھی انہوں نے نہ مانا تو حضرت لوطؑ نے کہا۔آج میرے لئے کیسا مصیبت کا دن ہے۔گویا مہمانوں کا ان کے ہاں نہ جانا انکے لئے مصیبت بن گئی۔آخر آپ ان لوگوں کو اپنے گھر لے گئے جب انکی قوم کو یہ بات معلوم ہوئی تو انہوں نے آ کر کہا کہ لوط ہم نے تجھے منع نہیں کیا ہوا کہ لوگوں کو یہاں نہ لایا کرو۔اس پر حضرت لوطؑ ان لوگوں کے روبرو اپیل کرتے ہیں کہ تم مہمانوں کو ذلیل نہ کرو۔اس میں میری ذلّت ہے۔دیکھو باوجود حضرت لوطؑ اپنی اس بیچارگی کے قوم سے کہتے ہیں کہ تم اگر میرے مہمانوں کو ذلیل کرو گے تو اس میں میری ذلّت ہوگی۔یہ نہایت درجہ کے اخلاق کی بات ہے جو انبیاء علیہم السلام کی سنّت ہے۔پس میں آپ لوگوں کو جو ایک نبی اور رسول کے ماننے والے ہو تاکید کرتا ہوں کہ آپ کے ہاں مہمان آئیں گے۔آپ لوگ خوشی کے ساتھ انکی خدمت کریں آپ لوگ منتظمین کے پاس جائیں اور ان سے کہیں کہ ہم جس کام کے قابل ہوں ہمیں بتایا جائے تا کہ ہم کریں۔اگر تم پر کسی مہمان کی طرف سے کوئی سختی بھی ہو تو اسکو بھی برداشت

کرنا چاہیئے ۔ کیونکہ جو شخص مہمان کو ذلیل کرتا ہے وہ بڑا ہی کمینہ ہے۔لوگ دُنیاوی باتوں میں کہا کرتے ہیں کہ ناک کٹ گئی ۔ حالانکہ ان باتوں میں تو ناک نہیں کٹتی ۔لیکن جو شخص مہمان کو ذلیل کرتا ہے اسکی یقیناً ناک کٹ جاتی ہے۔مہمان نوازی انبیاء کی خاص صفت ہوتی ہے۔اس لئے انکے متعلقین میں بھی اسکا ہونا ضروری ہے۔حضرت خدیجہؓ کو جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وحی کی ابتداء کا حال سنایا تو کہا تھا کہ آپؐ مہمان نواز ہیں۔خدا آپؐ کو ضائع نہیں کریگا۔اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کو توفیق دے کہ آپ مہمان نوازی کا حق ادا کریں۔

(الفضل ۵ رجنوری ۱۹۱۸ء)